© rasailojaraid.com

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی

محنت کی عظمت 37

انسانی عظمت کا صحیح اعتراف تبھی ہو سکتا ہے جب اسے محض ایک ذریعہ کی حیثیت نہ دی جائے بلکہ اسے مقصود بالذات سمجھا جائے۔ ایک انسان جو کسب معاش کے لئے جدوجہد کرتا ہے صرف اس وجہ سے احترام سے محروم نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کسب معاش کے لئے محنت کرتا ہے۔ کوئی انسان اپنی محنت کی بنا پر قابل تحقیر اور واجب تعزیر نہیں، بلکہ وہ اپنی دیانت کی بنا پر احترام کا مستحق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ 'ایک مزدور کو اس کی محنت کا معاوضہ اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرنا چاہئے'۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کسی دوسرے سے کام لیا ہو لیکن اُجرت ادا نہ کی گئی ہو تو میں حق ادا نہ کرنے والے شخص کے خلاف اللہ تعالیٰ کے دربار میں استغاثہ کروں گا اور دادرسی چاہوں گا۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ فہمائش موجودہ دور میں خاص طور پر لائق توجہ ہے جس کش مکش سے انسان آج گزر رہے ہیں وہ انسانوں کی خود پیدا کی ہوئی ہے۔ اور اس کا کوئی مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی جواز پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ معاشی تخلیق کا عمل محنت کا طلبگار ہے۔ یہ تعاون کا طالب ہے۔ معاشی تخلیق عمرانی عمل کی حیثیت رکھتی ہے صنعتی نظام معیشت میں ایک فرد کی محنت بھی ایک جنس ہے جس کی اہمیت کا انحصار اس بات پر ہے کہ ایک فرد کی محنت دوسروں کے لئے کتنی نفع بخش ہے۔ اس بنا پر محنت اور نتیجۃً اُجرت کے مدارج قائم ہوتے ہیں اور ہر انسان اپنی اجرت کی بنا پر کم اور زیادہ تعظیم کا مستحق قرار پاتا ہے لیکن محنت کی عظمت کا صحیح اعتراف و احترام صرف ایسے معاشرے میں ممکن ہے جو اخلاقی جدوجہد کرنے والے روحانی الذہن افراد پر مشتمل ہو۔

آج کے معاشرے میں عمرانی کش مکش نے جو نیا انداز پیدا کیا ہے اس کی بنیاد جغرافیائی وفاداری یا معاشی مفاد کے ایک ہونے کی وفاداری ہے۔ معاشی مفاد اور حقوق طلبی پر اصرار جو اس دور کی خصوصیت ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طبقاتی کشمکش پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے۔ یہ ساری کشمکش اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ کوئی شخص دوسرے شخص کو اپنے مفاد کے حصول کے لئے الگ ذریعہ سے زیادہ حیثیت دینے کو تیار نہیں۔

اگر معاشرہ تہذیب اور شائستگی کی کمی کی بنا پر مطالبہ حقوق پر اصرار سے آگے نہ بڑھا ہو تو ایک طرف سرمایہ کار اپنے حقوق طلب کرنے پر اصرار کرے گا اور دوسری طرف محنت کش طبقہ اپنے حقوق کے مطالبے پر اصرار کرے گا۔ اور جب بھی وہ ایک دوسرے سے اپنے حقوق طلب کریں گے دوگونہ تحریک عداوت پیدا ہوگی، جو حقوق طلب کر رہا ہوگا اس کے ذہن میں بھی عداوت کی نفسیات نشوونما پائے گی اور جس سے حقوق طلب کئے جا رہے ہوں گے اس کی نفسیات میں بھی عداوت و عناد کا انداز پیدا ہوگا۔ اور جب مطالبہ حقوق پر فرائض کے حوالے کے بغیر زور دیا جائے گا تو چاہے یہ مطالبہ انفرادی آزادی یا انفرادی حقوق کے حصول کے لئے کیا جا رہا ہو اور چاہے یہ مطالبہ اجتماعی مفادات اور اجتماعی حقوق کے حصول کے لئے ہو اور چاہے یہ حقوق حکومت سے طلب کئے جا رہے ہوں اور چاہے حکومت عوام سے اپنے حقوق طلب کر رہی ہو، دونوں صورتوں میں تضاد ابھر کر رہے گا اور تصادم پیدا ہو کر رہے گا۔ جسے یا تو فریب کاری سے نظر انداز کر دیا جائے گا یا طاقت سے دبا دیا جائے گا۔ اور نتیجے میں عداوت کی نفسیات نشوونما پائے گی۔ تصادم اس وقت تک رفع نہ ہو سکے گا جب تک تحریک عمل مطالبہ حقوق پر اصرار کے بجائے فرائض کی بجا آوری کے اصرار سے پیدا نہ ہو۔

ہڑتال کے حق کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی حق عقلی اخلاقی اور قانونی بنیادوں پر اس وقت تک قابل قبول اور لائق ادائیگی نہیں ہے جب تک کہ اس کے مطالبے کے پیچھے فساد انگیزی اور تخریب کاری موجود نہ ہو۔ اور تالہ بندی کا حق اس لئے دیا گیا ہے کہ حق ملکیت مسلم ہے۔ فائدہ نہ خود اٹھانے اور نہ دوسروں کو اٹھانے دینے کے اختیار کو حق ملکیت میں سے اخذ کیا جا رہا ہے اور مالکوں اور مزدوروں کی بذریعہ ہڑتال اور تالہ بندی حق طلبی تخلیقی عمل میں تعطل پیدا کرتی ہے اور ملکی معیشت کی تباہی ایک لازمی امر بن جاتی ہے۔

ان احوال میں یہ فضا کیسے پیدا ہو سکتی ہے کہ محنت کی عظمت کو تسلیم کر کے اس کو تعظیم کی نظر سے دیکھا جائے؟ عظمت کا اعتراف تو صرف فرض شناسی سے ممکن ہے۔ انسانی اعمال اپنے اندر ایک تعدیہ رکھتے ہیں۔ باہمی عمل سے اثر اور جوابی اثر کو جدا نہیں کیا جا سکتا۔ فرض شناسی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے تحت تخلیقی جدو جہد کی جائے تو عظمت پیدا ہو گی جو دوسروں کی تعظیم پر ابھارے گی اور صرف اسی محنت کی عظمت کا اعتراف فرخندہ بنے گا جو تخلیقی جدو جہد میں فرض شناسی کے احساس سے سرانجام دی جائے گی اور وہی محنت مستحق تعظیم اور لائق تکریم ٹھہرے گی۔

فرائض کی ادائیگی کے بغیر حقوق کی ترقی ہماری معاشی تخلیق میں تعطل پیدا کرتی ہے موجودہ دور میں غور و فکر سے مسائل کو خود سمجھ کر حل کرنے سے جو بے نیازی ہماری زندگی میں پیدا ہو چکی ہے اس نے ہمیں اپنے مقاصد کے حصول کے لئے بصیرت کے ساتھ زندہ رہنے کی جدو جہد سے محروم کر کے غیروں کی خواہشات کے مطابق جینے اور زندگی بسر کرنے کی سطح پر لا کر کھڑا کر دیا ہے

معیشتی تخلیق کا نظام چاہے زراعت ہو یا صنعت بہر حال تعاون چاہتا ہے۔ اور جب تک سرمایہ کار (خواہ افراد ہوں خواہ حکومت) اور تخلیقی محنت کرنے والوں کے معاملات یا زمیندار اور مزارع کے معاملات کسی اخلاقی اور قانونی ضابطے سے متعین ہو کر معاشی تخلیق کے عمل کو سرانجام نہ دیں گے معاشی تعطل ختم نہ ہو سکے گا۔ اور محنت کی عظمت کا محض نعرہ ہی لگتا رہے گا لیکن اس کا اعتراف نہ

بقیہ: نقد و نظر 39

اتنی رفعت عطا کر دی جاتی ہے کہ اس کی جملہ کمزوریاں، نقائص اور عیب بالکل چھپ جاتے ہیں۔

ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم و مغفور فرمایا کرتے تھے کہ شورش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں بے حد حساس واقع ہوا ہے اور شورش کے عشقِ رسول نے ہی اُسے خلقِ خدا کی نگاہ میں برگزیدہ بنا دیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب اُنکی عمرہ کے بعد واپسی پر ایک دعوت میں ایک ملاقات کے دوران میں نے اُن سے پوچھا کہ روضہ نبویؐ پر حاضری کے وقت اُن پر کیا کیفیت طاری ہوئی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ مسجد نبویؐ میں جب بھی حاضری دی، ہمیشہ نمازیوں کی آخری صف میں کھڑا ہوا۔ اپنے گناہوں پر اس قدر شرمندہ تھا کہ سامنے حاضر ہونے کا یارا ہی نہ تھا ——— یہ تھا آنحضرتؐ سے شورش کے تعلقِ خاطر کا عالم! تحریکِ ختمِ نبوت میں اُن کا کردار اوراقِ تاریخ پر ہمیشہ ثبت رہے گا۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین

© rasailojaraid.com